156

Digitized By Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزنامہ الفضل قادیان

پنجشنبہ

جلد ۳۳ | ۱۸ ماہ اخاء ۱۳۲۴ ہش | ۱۱ ذوالقعدہ ۱۳۶۴ھ | ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء | نمبر ۲۴۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۷ ماہ اخاء۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج پونے چھ بجے شام کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی کمر میں درد کی تکلیف تا حال رفع نہیں ہوئی۔ نزلہ بھی ہے۔ گو پہلے سے کم۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں — حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت سردرد اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

- آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب بالقابہ آج صبح کی گاڑی سے لاہور تشریف لے گئے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ولادت باسعادت

یہ خبر نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ آج ۶ بجے صبح صاحبزادہ میجر مرزا داؤد احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے ہاں دوسری صاحبزادی تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ مولودہ نواب زادہ خان محمد عبداللہ خان صاحب کی نواسی ہے۔ بچی اور اسکی والدہ کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے الحمد للہ۔ اس پُرمسرت تقریب کی خوشی میں آج جملہ مدارس میں تعطیل کی گئی۔ ادارۂ الفضل حضرت مرزا شریف احمد صاحب۔ نواب زادہ خان محمد عبداللہ خانصاحب اور دیگر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جماعت کیطرف سے مبارکباد عرض کرتا ہے۔

آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی خدمت میں جامعہ احمدیہ کا سپاس نامہ

بلاد عربیہ میں احمدیت پر جناب چوہدری صاحب موصوف کی تقریر

قادیان ۱۷ اکتوبر۔ کل اساتذہ وطلباء جامعہ احمدیہ نے آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی خدمت میں جو سپاس نامہ پیش کیا۔ اور اس کے جواب میں آپ نے جو تقریر فرمائی وہ درج ذیل ہیں۔

سپاس نامہ

بخدمت مکرم و معظم عالیجناب چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

منجانب

اساتذہ وطلباء جامعہ احمدیہ قادیان

جناب چودھری صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کی یہ تقریب ۲، دلی سرور اور قلبی انبساط کے اظہار کے لئے ہے جو ہمیں آپ کی مساعی جمیلہ اور خدمات دینیہ کی وجہ عموماً اور آپ کے تازہ سفر انگلستان و بلاد عربیہ سے بخیریت وکامیاب واپسی پر خصوصاً حاصل ہوا ہے۔ آپکی مخلصانہ خدمات ہر سچے احمدی کے دل میں یہ ولولہ پیدا کرتی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اسی طرح دین کی خدمت کی توفیق بخشے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیوی عزت و وجاہت بھی دی۔ علمی اور دماغی طور پر بھی غیر معمولی قابلیتیں بخشیں۔ اس نے ہر رنگ میں آپ کو فضل عظیم سے نوازا۔ اور پھر یہ توفیق عطا فرمائی۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہر نعمت کو اس کے حکم کے مطابق صرف کریں ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جناب چودھری صاحب! ہمارے علمی ادارہ کی علت غائی خدام دین پیدا کرنا ہے۔ اس لئے ہمارے ہاں یہی طریق رہا ہے۔ کہ بیرونی ممالک میں جانے والے یا وہاں سے آنے والے مبلغین کے جانے اور آنے کے موقعہ پر انہیں الوداع اور خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ اور شاید آج یہ پہلا موقعہ ہے کہ ہم آپ کو باوجودیکہ آپ عرفی معنوں میں مبلغ نہیں ہیں۔ اسی نوعیت اور اسی دفور جوش سے خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کی اخلاص بھری اور للہیت سے لبریز زندگی دست درکار دل بایار زندگی اور اس پر اللہ تعالیٰ کا آپ کو مشرق و مغرب میں اعلائے کلمۃ اللہ کی کامیاب توفیق عطا ہونا ہم سب کے لئے فخر و مباہات کا موجب ہے۔ اور ہماری دلی خواہش ہے کہ اس موقعہ پر آپ کے قیمتی اور موثر کلمات سے مستفید ہوں۔ ہمارے امام ہمام سیدنا حضرت محمود کے قابل رشک ایاز! آپ نے قریباً ان تمام ممالک کا دورہ کیا ہے۔ جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت ثانیہ میں تبلیغی مشن قائم ہوئے ہیں۔ غالباً فلسطین و شام میں آپ کا پہلے گزر نہ ہوا تھا مگر اس تازہ سفر سے یہ کمی بھی پوری ہوگئی۔ اس لئے آپ بیرونی ممالک کی تبلیغ اور ان سب مقامات پر مبلغین کی مشکلات کے متعلق علی وجہ البصیرت رائے قائم کر سکتے ہیں۔ نیز اپنی خداداد قابلیت اور حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مشکوٰۃ نور کی تنویر سے نئے جانے والے مبلغین کی صحیح راہ نمائی کر سکتے ہیں۔ آج خوش قسمتی سے اس اجتماع میں دو درجن کے قریب وہ نئے مبلغ واقفین تحریک جدید بھی موجود ہیں جو بہت جلد شمالی و جنوبی امریکہ، مغربی افریقہ کے مختلف علاقوں انگلستان سپین۔ فرانس۔ جرمنی۔ ایران اور فلسطین وغیرہ ممالک میں جانے والے ہیں۔ اور متعدد ایسے بزرگ بھی موجود ہیں۔ جو دنیا کے مختلف خطوں میں پیغام احمدیت پہنچا چکے ہیں۔ نیز جامعہ احمدیہ اور دیگر اداروں کے طلبہ بھی موجود ہیں۔ جن میں سے ہر ایک اسلام کا علمبردار اور احمدیت کا سچا خادم بننا چاہتا ہے۔ اس لئے یہ درخواست یقیناً برمحل ہے۔ کہ آپ اس موضوع پر مناسب ہدایات سے متمتع فرمائیں:

مکرم و معظم جناب چودھری صاحب! ہمارے دل آپ کی کامیابیوں پر خوش ہیں۔ اور ہماری دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت دے۔ اور آپکو ہمیشہ بیش از پیش خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آپ کی سب دلی مرادیں آپ کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

بالآخر ہماری درخواست ہے کہ آپ اور جملہ بزرگان سلسلہ و احباب کرام دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ کے معلمین و متعلمین کو بھی وہ کامل توفیق بخشے۔ جس کے نتیجہ میں وہ اسلام و احمدیت کی حقیقی خدمت بجا لاسکیں اور اس دینی و علمی ادارہ کے مقصد کو پورا کر سکیں۔ سچ یہ ہے۔ کہ کامیابی کا سہرا اسی سر پر زیب دیتا ہے۔ جو راہ خدا میں فدا ہونے کے لئے تیار رہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خوب فرمایا ہے ؎

کلاہ فتح و ظفر ہیچ سر نمے یابد

مگر سریکہ پئے حفظ دیں فدا باشد

ہم ہیں خاکساران۔ اساتذہ و طلباء جامعہ احمدیہ

قادیان دارالامان ۱۶ اخاء / اکتوبر ۱۳۲۴ ہش / ۱۹۴۵ء

جناب چودھری صاحب کی تقریر

شکریہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پہلے تو میں مولوی ابوالعطاء صاحب اور ان کے رفقاء اور طلباء کا اور سب احباب کا جو اس وقت یہاں موجود ہیں، شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جامعہ احمدیہ کیطرف سے میرے لئے یہ موقعہ پیدا کیا گیا۔ کہ یورپ کے سفر سے واپسی کے بعد سلسلہ کے بزرگوں اور دوستوں سے ایک جگہ مل سکوں۔ اس کے بعد یہ گزارش ہے۔ کہ اس وقت مولوی صاحب نے ایڈریس میں جو کچھ فرمایا ہے۔ وہ ان کی اس محبت اور اخلاص کا نتیجہ ہے۔ جو ان کو سلسلہ سے ہے ورنہ آپ بھی جانتے ہیں۔ اور میں تو خوب اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ میں کیا ہوں۔ ہاں۔ میں یہ خواہش ضرور رکھتا ہوں۔ اور آپ سب صاحبان سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے ایسا بنادے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بنادے

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: غلام نبی

اس جگہ چند ہی سفر کے مختصر حالات بیان کرتا ہوں چونکہ ابھی تک میرا سفر ہی جاری ہے۔ اس لئے مجھے موقعہ نہیں ملا۔ کہ جن معاملات کی وجہ سے میں نے فلسطین کا سفر کیا۔ اور جو تاثرات اس سفر سے حاصل کئے ان کو اپنے ذہن میں ترتیب دے سکوں۔ تاہم چند باتیں بیان کرتا ہوں۔

فلسطین جانے کی وجہ

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ میں طبی مشورہ کے ماتحت صحت کی خاطر اس دفعہ ولایت گیا تھا۔ وہاں سے واپسی سے قبل مجھے تحریک کی گئی کہ فلسطین میں حالات نازک صورت اختیار کر رہے ہیں۔ اگر موقعہ مل سکے۔ تو وہ حالات دیکھنے چاہئیں۔ دوسری طرف عین اسی وقت قاہرہ کی جماعت احمدیہ کی طرف سے تحریک کی گئی۔ کہ میں واپسی پر کچھ عرصہ اُن کے ہاں ٹھہر جاؤں۔ اس وجہ سے میں نے اپنی واپسی کا پروگرام اس طرح تجویز کیا کہ میں رستہ میں تین ہفتے ٹھہر سکوں۔ میں ۲۵ ستمبر کو قاہرہ پہنچا۔ اور قاہرہ سے بیروت گیا۔

(اس موقعہ پر جناب چودہری صاحب موصوف نے نقشہ سے وہ علاقہ دکھایا جس میں آپ نے سفر کیا۔ آپ نے نقشہ پر یہ علاقہ دکھاتے ہوئے فرمایا)

چار علاقے

یہ وہ علاقہ ہے۔ جہاں میں نے سفر کیا۔ پہلے یہ سارا علاقہ شام کہلاتا تھا۔ اب اس کی تقسیم یوں ہے۔ کہ (۱) شام کے مغرب کے ساحل کا علاقہ اسے لبنان کہتے ہیں۔ (۲) اس سے آگے کے علاقہ کو شام کہتے ہیں۔ اور (۳) یہ نیچے جو علاقہ ہے اسے شرق اردن کہا جاتا ہے۔ (۴) لبنان کے جنوب میں ساحل سمندر کے علاقہ کا نام فلسطین ہے۔ میں ان میں سے تین میں سفر کر کے آیا ہوں۔ میں ۲۵ ستمبر کو بیروت پہنچا۔ یہ ساحل سمندر پر بہت بارونق شہر ہے۔ اور لبنان کا دارالسلطنت۔ یہ اگرچہ عرب ممالک میں سے ایک ملک ہے۔ مگر اس میں کثرت یعنی ۵۵ فیصدی آبادی عیسائی عربوں کی ہے۔ لبنان جانے کی میری کوئی غرض نہ تھی۔ صرف سفر کی سہولت کے لئے میں اس رستہ گیا۔

پروگرام تجویز کیا گیا

جب میں قاہرہ پہنچا۔ تو سید منیر الحصنی کے بھائی سید محی الدین الحصنی صاحب جو قاہرہ میں رہتے اور تجارتی کاروبار کرتے ہیں۔ اور ان دونوں اپنے اہل و عیال سمیت شام میں گئے ہوئے تھے قاہرہ آئے اور مجھ سے ملے۔ اور کہا کہ مجھے جماعت نے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ میں آپ سے آپ کے سفر کا پروگرام طے کر کے چلا آؤں۔ اُن کا اصرار تھا۔ کہ میں کم از کم دو ہفتے دمشق کی جماعت کے لئے نکالوں۔ میں نے اپنے پروگرام میں دمشق کے لئے چار دن رکھے تھے۔ آخر وہ پانچ دن منوا کر واپس چلے گئے۔ جب میں بیروت پہنچا۔ تو وہ اور اُن کے بھائی سید منیر الحصنی صاحب مجھے ملے۔

ایک احمدی بھائی کے ہاں دعوت

وہاں سے قریب ہی ایک میل کے فاصلے پر البرجا ایک گاؤں ہے۔ جہاں ہمارے ایک احمدی بھائی الشیخ عبدالرحمٰن سیعفان رہتے ہیں۔ انہوں نے دعوت کی تھی۔ ہم وہاں گئے۔ انہوں نے شہر کے بعض معززین بھی بلائے ہوئے تھے۔ ہم نے کھانا کھایا۔ نماز ادا کی۔

دمشق کا ایک نہایت مخلص خاندان

اور پھر واپس بیروت آ کر شام کو دمشق پہنچے جہاں میں ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹ ستمبر ٹھہرا۔ السید منیر الحصنی کے پانچ بھائی ہیں۔ اور وہ سب احمدی ہو چکے ہیں۔ ایک بھائی حال میں احمدی ہوئے ہیں۔ منیر صاحب سب سے پہلے احمدی ہوئے تھے۔ وہ وہاں کی جماعت کے امیر ہیں۔ یہ بہت مخلص خاندان ہے۔ جو بھائی اب احمدی ہوئے ہیں۔ ان کی اولا ابھی احمدی نہیں ہوئی۔ مگر وہ مخالف بھی نہیں۔ وہ ہمارے پاس آ کر بیٹھتے اور ساتھ نمازیں پڑھتے تھے۔ ساٹھ ستر کے قریب دمشق میں احمدی ہیں۔ ان کی مجموعی حالت نہایت اچھی ہے۔ بہت مخلص جماعت ہے۔ دین کی بہت خدمت کرتی ہے۔ وہاں میں چند دن ٹھہرا۔ جو صورت ان کے نزدیک مجھ سے سلسلہ کی خدمت لینے کی تھی۔ میں اس کے مطابق کام کرتا رہا۔

دمشق میں تبلیغ

ہم وہاں کے معززین سے ملے۔ اور مشائخ سے بھی ملے۔ اور ان سے مذہب کے متعلق گفتگو کی۔ مشائخ میں سے ایک شیخ عبدالقادر المغربی تھے۔ جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دمشق تشریف لے گئے تو وہ حضور سے ملے تھے۔ یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے حضور سے کہا تھا۔ کہ آپ کا جو عقیدہ اور تعلیم ہے۔ وہ افریقہ میں یورپ میں امریکہ میں فروغ حاصل کر سکتی ہے۔ مگر عربی ممالک میں نہیں۔ کیونکہ ہم اہل زبان اور فصیح اللسان ہیں۔ وہ سب سے بڑا اعتراض یہ کیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی الہامات اور عربی تصانیف میں غلطیاں ہیں۔ اس کا جواب انہیں دیا جاتا ہے۔ مگر انہیں اپنے علم کا بڑا گھمنڈ ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ مخالف ہیں۔ ورنہ شریف آدمی ہیں۔ عام مخالفین کی طرح شور مچانے والے نہیں۔ اُن سے ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں وہ بات یاد دلائی جو انہوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے کہی تھی۔ انہوں نے کہا۔ مجھے یاد ہے۔ میں نے یہ کہا تھا۔ اس پر میں نے دمشق کے حصنی خاندان کو پیش کیا۔ سید محی الدین صاحب الحصنی کے متعلق تو کہنے لگے۔ یہ تاجر ہیں یہ دین کو کیا جانیں۔ سید منیر الحصنی کا نام لیا۔ تو کہا یہ تو میرا شاگرد ہے۔ اور اس پر مجھے فخر ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کا قابل فخر عالم شاگرد احمدیت کو قبول کر چکا ہے اُن سے مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ دمشق میں میری موجودگی کے دوران میں انگریزی وائس کونسل صاحب میری تلاش کرتے ہوئے آئے۔ نہ معلوم انہیں میرے آنے کا کس طرح پتہ لگا۔ منیر صاحب نے کہا۔ باہر چرچا ہو رہا ہے کہ اب تو انگریز اعلیٰ افسر بھی احمدیوں سے ملنے کے لئے آتے ہیں۔ انہوں نے پارٹی بھی دی۔

ایک دن شام کو سید محی الدین صاحب الحصنی اپنے رشتہ داروں کے مکانوں پر لے گئے یہ حصنی خاندان بہت معزز خاندان ہے اور لوگ ان کی بہت عزت کرتے ہیں۔ ان کی ایک غرض تو یہ تھی۔ کہ اس ملک کے پرانے رؤسا کی طرز رہائش میں دیکھ لوں۔ ہر ایک مکان جو ہم نے دیکھا۔ ایک بہت بڑا محل تھا۔ سید محی الدین صاحب بقول شیخ عبدالقادر صاحب المغربی۔ تاجر ہیں۔ مگر جہاں بھی ہم جاتے۔ آپ بیٹھتے ہی تبلیغ شروع کر دیتے۔ دمشق میں آجکل مبلغ کوئی نہیں۔ جیسا کہ احباب کو معلوم ہے۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس۔ اور مولوی ابوالعطاء صاحب وہاں کام کرتے رہے ہیں۔ دونوں کو وہاں کے احباب بہت عزت و احترام کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ اور اُن کے بڑے مداح ہیں۔

کبابیر میں

۳۰ ستمبر کی صبح کو حیفا آنے کا پروگرام تھا۔ لیکن موٹر سید ھے رستہ سے جانے والی نہ ملی۔ اس لئے بیروت آنا پڑا۔ اور پھر سمندر کے کنارے کے ساتھ ساتھ ہم گئے۔ اور عکہ میں سے گذرے۔ مگر میں وہاں ٹھیرا نہیں کیونکہ ٹھیرنے کی کوئی غرض نہ تھی۔ اور یوں عکہ کو میں نے اتنی اہمیت نہ دی۔ کہ جو احمدی یہاں سے گذرے۔ وہ ضرور وہاں ٹھیرے۔ ہم کبابیر پہنچے جو کرمل پہاڑی پر واقع ایک گاؤں ہے۔ تین سو نفوس کے قریب اُسکی آبادی ہے۔ اور دو سو اسی اُن میں سے احمدی ہیں۔ وہاں کے اکثر خاندان ایسے ہیں۔ جو سارے کے سارے احمدی ہیں۔ کچھ خاندان ایسے ہیں۔ جن کے بعض افراد احمدی ہیں۔ اور بعض نہیں۔ اور ایک آدھ خاندان ایسا بھی ہے۔ جو ابھی باقی ہے۔ یہ گاؤں بھی شہر میں شامل ہو چکا۔ اور میونسپلٹی حیفا کی حدود میں آ گیا ہے اب ان پر بعض ٹیکسوں کا بار ہے۔ دعا کرنی چاہیئے کہ ہمارے ان بھائیوں کی جائدادیں محفوظ رہیں۔

حیفا میں جماعت احمدیہ

حیفا میں شہری جماعت بھی موجود ہے جسکی تعداد ساٹھ ستر کے قریب ہے۔ وہاں کے احمدی بھی اچھے جوشیلے ہیں۔ کبابیر میں مسجد بھی موجود ہے۔ اس جماعت کا رنگ ایسا ہی ہے جیسا یہاں کی اس جماعت کا ہوتا ہے۔ جس کا گاؤں کا گاؤں احمدی ہو چکا ہو۔ اُن کا طور و طریقہ ایسا ہی ہے۔ جیسے ایک احمدی گاؤں میں ہونا چاہیئے آپس میں پیار محبت۔ دینداری۔ مذہب کا احترام اور مذہبی شغل پائے جاتے ہیں۔ وہاں میں دو دن ٹھہرا۔ شام کو مغرب کی نماز کے بعد احباب جماعت کے متعلق مختلف حالات پوچھنا شروع کر دیتے۔ دمشق سے ہم چار احمدی۔ سید منیر الحصنی۔ سید محی الدین الحصنی۔ ایک اور دوست حسین حیفاوی اور میں آئے تھے۔

یوروشلم میں

محی الدین صاحب میرے ساتھ یوروشلم گئے اور میرے ساتھ رہے۔ تاکہ عربوں سے تعارف پیدا کرنے۔ اور تعلقات مضبوط کرنے میں۔ میرے ممد ہوں۔ ۲ اکتوبر سے ۷ اکتوبر کی صبح تک میں یوروشلم ٹھہرا۔ یہودیوں کی بستیوں کے علاوہ صنعتی فیکٹریوں کو میں نے دیکھا۔ خواہ وہ عربوں کی تھیں یا یہودیوں کی۔ ہائی کمشنر صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ عربوں کی جو پارٹیاں وہاں ہیں۔ افسوس ان میں اتحاد نہیں مگر یہودیوں کی طرف سے ہر بات کا نہایت منظم انتظام ہے۔

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

157

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حضرت باوا نانک صاحب کا چولہ اصلی ہے

اخبار "شیر پنجاب" لاہور نے اپنے ۲۸ ستمبر ۱۹۴۵ء کے پرچہ میں ایک مضمون بعنوان "گورو نانک دیو کے فرضی تبرکات" شائع کیا ہے۔ جس میں حضرت باوا نانک صاحب کے تبرکات چولہ صاحب جو آج کل ڈیرہ بابا نانک میں موجود ہے۔ اور گورو ہر سہائے کے قرآن شریف کو فرضی اور جعلی قرار دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اس مضمون میں لکھا ہے۔

"گورو نانک دیو کے دو فرضی تبرکات میرزائیوں کے تمام پروپیگنڈا کی بنیاد ہیں۔ ایک چولہ ہے جو کسی کابلی مل بیدی نے میرزا صاحب کو چند روپے لے کر دکھایا۔ اگر یہ چولہ گورو نانک صاحب کا ہوتا تو گورو انگد صاحب کو وراثت میں ملتا۔"

شکر ہے کہ یہ تبرکات ان لوگوں کے قبضہ میں چلے آ رہے ہیں۔ جو اپنے آپ کو حضرت باوا نانک رحؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کے سکھ کہلاتے ہیں۔ کتاب "ساکھی چولہ صاحب" سے یہ ثابت ہے۔ کہ یہ چولہ حضرت باوا نانک صاحب رحؒ نے اپنے آخری وقت میں گورو انگد صاحب کے حوالہ کر دیا تھا۔ اور نہ آج ہی بلکہ آج سے پچاس سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات کتاب "ساکھی چولہ صاحب" کے حوالہ سے پیش فرمائی تھی۔ جس کی تردید آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رقم فرمایا۔

"کتاب ساکھی چولہ صاحب سے یہ ثابت ہے۔ کہ جب باوا نانک صاحب کا انتقال ہوا۔ تو یہ چولہ انگد صاحب کو جو پہلے جانشین باوا صاحب کے تھے ملا۔ جس کو انہوں نے گدی پر بیٹھنے کے وقت سر پر باندھا۔ اور ہمیشہ بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنے پاس رکھا۔"

(ست بچن صفحہ ۵۳)

پس کتاب "ساکھی چولہ صاحب" کے رو سے یہ چولہ حضرت باوا نانک صاحب کے بعد گورو انگد صاحب کے سپرد ہوا۔ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ کے آخر میں بھی گورو انگد صاحب کو حضرت باوا نانک صاحب کے انتقال کے موقعہ پر باوا صاحب سے چولہ کا ملنا مرقوم ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"باوا صاحب نے اپنا چولہ رکھ دیا۔ اور کہا۔ کہ جو شکت وان ہے وہ اس چولہ کو پہن لے۔ تب شری چند اور لکھمی داس سے وہ چولہ اٹھایا نہ گیا۔ اور گورو انگد صاحب نے سر جھکا کر پہن لیا۔" (جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۲۴۵ مترجم از گورمکھی)

مندرجہ بالا حوالہ کتاب ساکھی چولہ صاحب کی تائید کرتا ہے۔ اور یہ چولہ وہی ہے۔ جو آپ کو خدا کی طرف سے بطور خلعت ملا۔ اس لئے آپ نے اس کے لئے شکت وان کی شرط لگائی۔ ورنہ کسی معمولی چولہ کے بارہ میں اس قسم کی شرط کی ضرورت نہ ہوتی۔ پس جنم ساکھی منی سنگھ میں مذکور چولہ وہی ہے۔ جو خدا کی طرف سے باوا صاحب کو خلعت ملا تھا۔ خدا کے عطیہ خلعت کے لئے شکت وان کی شرط نہایت موزوں اور مناسب ہے۔

اس کے بعد یہ چولہ "ساکھی چولہ صاحب" کے مطابق ہر ایک گورو صاحب کو گدی پر بیٹھنے کے وقت ملتا رہا۔ اور اس طرح یہ سلسلہ سکھوں کے پانچویں گورو تک برابر جاری رہا۔ گورو ارجن صاحب نے خود بھی اپنے مقدس کلام میں اپنے پہلے گورو گورو رامداس صاحب سے ایک قباء (چولہ) ملنے کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ

تیں بھو گیو بھنجیو بھائیو
گوردیاں قبائے پہنائیو

(محلہ ۵ صفحہ ۷۴)

گورو ارجن صاحب کے بعد یہ چولہ بھائی طوطا رام صاحب کو مل گیا۔ اور ان کے بعد کابلی مل صاحب بیدی کو جو حضرت باوا نانک صاحب کی اولاد میں سے تھے حاصل ہوا۔ اس چولہ کا کابلی مل کو حاصل ہونے کا ایک واقعہ کتاب "گوردھام دیدار" میں مرقوم ہے۔ جو اس طرح ہے کہ بھائی طوطا رام صاحب نے اپنی وفات کے قریب اس چولہ کو ایک پہاڑ کی غار میں رکھ دیا۔ اور اس غار کا مونہہ ایک بہت بڑے پتھر سے بند کر دیا۔ اس طرح قریب تھا۔ کہ یہ چولہ دنیا سے مفقود ہو جاتا۔ کہ حضرت باوا نانک صاحب نے بذریعہ خواب کابلی مل صاحب بیدی کو اس چولہ صاحب کے پورے پورے نشان بتا کر اس پہاڑ کی غار سے لانے کی تلقین فرمائی۔ کابلی مل صاحب باوا صاحب کے بتائے ہوئے نشانات سے چولہ صاحب لے آئے۔

(گوردھام دیدار صفحہ ۲۰۰)

اس طرح یہ چولہ کابلی مل صاحب بیدی کو حاصل ہوا۔ اور آج تک ان کی اولاد کے قبضہ میں چلا آ رہا ہے۔ یہ بیدی خاندان حضرت باوا نانک صاحب رحؒ کی اولاد میں سے ہے۔ اخبار "شیر پنجاب" کا ان کو محض اس وجہ سے کہ انہوں نے چولہ صاحب کو کیوں رکھا ہوا ہے باوا صاحب کی اولاد سے خارج کر دینا کوئی مناسب طریق نہیں۔

"شیر پنجاب" نے کسی کابلی مل بیدی سے روپے دے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چولہ دیکھنے کی بھی خوب کہی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیدی کابلی مل صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ بلکہ حضور کو یہ چولہ بیدی صاحب موصوف کی اولاد نے دکھایا۔ کابلی مل صاحب تو اس وقت زندہ ہی نہ تھے۔

یہ چولہ گورو ارجن صاحب سے بھائی طوطا رام کو حاصل ہوا۔ یہ ہمارا بیان نہیں۔ بلکہ ساکھی چولہ صاحب میں ایسا ہی مرقوم ہے۔ "شیر پنجاب" کا اس کو ہمارا بیان قرار دینا صحیح نہیں۔ گورو ارجن صاحب سے بھائی طوطا رام کو چولہ صاحب کا حاصل ہونا قابل تعجب نہیں ہو سکتا۔ "شیر پنجاب" اس بات سے بخوبی واقف ہوگا۔ کہ سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ گورو تیغ بہادر صاحب نے گورو ارجن صاحب کا نہایت ہی مقدس تبرک آد گرنتھ صاحب اپنے خون کے پیاسوں کے سپرد کرنے سے دریغ نہیں کیا تھا۔ پس اگر ایک گورو اپنے خون کے پیاسوں کو کسی گورو کا مقدس تبرک دے سکتا ہے۔ تو دوسرا گورو اپنے کسی پیارے سکھ کو کسی گورو کا تبرک کیوں نہیں دے سکتا۔ اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔

"شیر پنجاب" نے ایک اور غلط اور بے بنیاد بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ منسوب کر دی ہے۔ کہ

"میرزا صاحب نے خود لکھا ہے۔ کہ یہ چولہ کابلی مل کی اولاد کسی سکھ کو نہیں دکھاتی۔ مگر محض چودہ روپے ہم سے لے کر پوجاریوں نے ہمارے سامنے کھول دیا۔"

مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی جگہ یہ تحریر نہیں فرمایا۔ ہاں حضور کا یہ ارشاد ضرور ہے۔ کہ

"ایک مخلص کی نہایت درجہ کوشش اور سعی سے ہم کو دیکھنے کا وہ موقعہ ملا۔ کہ اس جگہ کے لوگوں کا بیان ہے کہ جہاں تک یاد ہے۔ ایسا موقعہ کسی کو بھی نہیں ملا۔ یعنی یہ کہ چولہ صاحب کی تمام تحریرات پر ہمیں اطلاع ہو گئی۔ اور ہمارے لئے وہ بہت اچھی طرح کھولا گیا۔" (ست بچن صفحہ ۳۳)

چولہ صاحب کے محافظوں پر بے بنیاد الزام لگایا گیا ہے۔ کہ وہ سکھوں کو چولہ صاحب نہیں دکھاتے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہر سال ڈیرہ بابا نانک میں میلہ چولہ صاحب کے نام سے ایک بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ اور دور دور سے سکھ بھائی چولہ صاحب کے درشنوں کے لئے آتے ہیں اور ان دنوں یہ چولہ صاحب عام درشنوں کے لئے شیشہ کی ایک الماری میں رکھ دیا جاتا ہے۔ تا سب لوگ آسانی سے اس کے درشن کر سکیں۔ (ملاحظہ ہو گوردھام دیدار صفحہ ۲۰۱)

اس سلسلہ میں "شیر پنجاب" نے بعض تاریخی ثبوت پیش کرنے کی بھی تکلیف کی ہے چنانچہ لکھا ہے۔

"میرے پاس وڈی جنم ساکھی سری گورو صاحب جی دی ارتھات بھائی بالے والی وڈی جنم ساکھی مطبوعہ مفید عام پریس سرورق سمیت موجود ہے۔ جو سنہ ۴۲۸ نانک شاہی مطابق ۱۸۹۷ء میں چھپی۔"

اس جنم ساکھی کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ جو چولہ حضرت باوا نانک صاحب کو خدا کی طرف سے بطور خلعت ملا تھا۔ وہ پھر آسمان کی طرف چلا گیا تھا۔ اس حوالہ کے ذکر کے بعد لکھا ہے۔

"یہ جنم ساکھی مرزا صاحب کے چولہ دیکھنے اور ست بچن نامی کتاب لکھنے سے کئی برس پہلے کی مطبوعہ ہے۔ میرزا صاحب کے دعوے کے بعد بطور ڈیفنس چھاپے جانے کا اس پر گمان نہیں ہو سکتا۔ یہ اصلی جنم ساکھی ہے بھائی بالے والی اور اس میں صاف لکھا ہے۔ کہ جو چولہ آپ کے ہاتھ لگا تھا۔ وہ آسمان پر ہی رہا۔ اور پھر نیچے نہ آیا۔ ڈیرہ بابا نانک والا چولہ جس پر قرآن کی آئتیں لکھی ہیں کابلی مل والوں کا خود ساختہ اور جعلی ہے۔"

"شیر پنجاب" نے جس جنم ساکھی کا ذکر کیا ہے اس کا ایک نسخہ ہمارے پاس بھی موجود ہے۔ اور ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں۔ کہ "شیر پنجاب" کا یہ بیان درست نہیں۔ کہ یہ ۱۸۹۷ء کی مطبوعہ جنم ساکھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چولہ دیکھنے اور "ست بچن" لکھنے سے کئی سال پہلے کی ہے۔ کیونکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چولہ صاحب ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ملاحظہ فرمایا تھا۔ (ملاحظہ ہو ست بچن صفحہ ۳۳) اور اپنی کتاب ست بچن بھی حضور نے اس کے تھوڑے عرصہ بعد یعنی ۱۸۹۵ء میں ہی شائع فرما دی۔ گویا شیر پنجاب کی پیش کردہ جنم ساکھی ست بچن کی اشاعت سے دو سال بعد طبع ہوئی۔ اور ست بچن کے زیر اثر اس میں چولہ صاحب کے متعلق یہ داخل کر دیا گیا کہ وہ دوبارہ آسمان پر چلا گیا۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ اس جنم ساکھی سے قبل کے ایڈیشن بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ جو مفید عام پریس کے ہی طبع شدہ ہیں۔ ان میں چولہ صاحب کے آسمان پر جانے کا قطعاً کوئی ذکر نہیں ہے۔ پس یہ تو بابا نانک صاحب کے اسلام پر پردہ ڈالنے کی وہ کوشش تھی جو "ست بچن" کے شائع ہونے کے بعد ۱۸۹۷ء میں کی گئی۔

یاد رہے کہ ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا تھا۔ جس کا عنوان تھا۔

سردار راجندر سنگھ صاحب متوجہ ہو کر سنیں

اس اشتہار کے ذریعہ حضور نے بابا نانک صاحب کے اسلام کے سلسلہ میں سردار راجندر سنگھ صاحب کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اور حضور نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ اگر سردار صاحب موصوف اس مباہلہ کے ایک سال بعد تک زندہ رہے۔ اور خدا کی طرف سے اُن پر کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا۔ جس میں کہ کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ تو ہم سردار صاحب کو ۵۰۰/- نقد بھی ادا کریں گے۔ پس اس وقت سے سکھوں نے اپنی کتب میں ردوبدل کرنا شروع کر دیا تھا۔

"شیر پنجاب" نے اپنے مضمون میں اس جنم ساکھی کے حوالہ سے یہ بھی پیش کیا ہے۔ کہ جو چولہ آسمان سے آیا تھا اس پر عربی کے علاوہ اور زبانیں بھی تھیں۔ چونکہ ڈیرہ بابا نانک صاحب کے چولہ پر صرف عربی میں آیات ہیں اور کچھ نہیں لہذا یہ چولہ وہ نہیں۔ مگر چولہ صاحب پر مختلف زبانوں کا ہونا بھی ایک فرضی بات ہے۔ جو امر واقع کے خلاف ہے۔ جن مصنفین نے چولہ صاحب پر مختلف زبانوں کا ہونا بیان کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے بغیر چولہ صاحب دیکھے یہ بات لکھ دی ہے۔ یا پھر اُن کو غلطی لگی ہے۔ کیونکہ چولہ صاحب پر قرآن شریف کی آیات عربی زبان کے مختلف رسم الخطوں میں مرقوم ہیں۔ (میں نے خود دو مرتبہ چولہ صاحب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اُس پر صرف قرآن شریف کی آیات اور اسمائے الٰہیہ ہی ہیں۔ البتہ وہ مختلف رسم الخطوں اور ابجد کے طریق پر ہندسوں میں ہیں) چونکہ سکھ بھائی اُن رسم الخطوں سے ناواقف تھے اس لئے ممکن ہے۔ کہ انہوں نے اسکو مختلف زبانوں پر محمول کر لیا ہو۔ دراصل چولہ صاحب پر سوائے قرآن شریف کی آیات کے اور کچھ نہیں۔ اور اس بات کی تصدیق "شیر پنجاب" کی پیشکردہ "اصل جنم ساکھی" بھی کرتی ہے۔ اُس کے اسی صفحہ پر مرقوم ہے۔ کہ

"گورو صاحب وہ خلعت پہنکر شہر کے باہر جا کے بیٹھ گئے جب سات دن گزر گئے۔ تو لوگوں نے کہا کہ دیکھو بھائی یہ کیسا درویش ہے۔ جس پر قدرتی قرآن شریف کے تیس سپارے لکھے ہوئے ہیں۔ جب ان لوگوں نے اچھی طرح دیکھا تو بادشاہ کو جا کر خبر دی کہ اے بادشاہ ہمارے شہر کے باہر ایک درویش آیا ہے۔ اُس پر تیس سپارے قرآن کے لکھے ہیں"۔

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۳۵-۲۳۴ مترجم از گورمکھی۔)

اب ظاہر ہے کہ اگر چولہ صاحب پر قرآن شریف کے علاوہ کسی اور زبان کی عبارت بھی ہوتی۔ تو وہ اُن لوگوں کی نظروں سے جنہوں نے بقول جنم ساکھی بابا صاحب کو اچھی طرح دیکھا۔ پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی۔ چونکہ وہ لوگ عرب تھے اور عربی زبان کے مختلف رسم الخطوں سے واقف تھے۔ اس لئے اُن کو یہ غلطی نہ لگی کہ اسپر مختلف زبانیں ہیں۔

عباد اللہ گیانی قادیان

وقف جائداد کی تحریک

میں ایک پیسہ دیئے بغیر شامل ہوا جا سکتا ہے۔ اس میں شامل ہونا بیعت کے عہد کو دوہرانا ہے۔ اس میں شامل ہونا لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونے سے بھی کم ہے۔ اس میں شامل ہونے والوں کیلئے حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ کی دعا ہے۔ کہ "اللہ تعالیٰ کا رحم ان پر نازل ہو جو آگے بڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیں"۔ (انچارج تحریک جدید)

جناب مولوی محمد علی صاحب کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شدید اختلاف

جناب مولوی صاحب اپنی جس تفسیر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشا کے مطابق اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شارح کا کام قرار دیتے ہیں اور اپنے مشن کے برحق ہونے کی مایۂ ناز دلیل ٹھہراتے ہیں وہ نہ صرف ایک دو مقامات پر بلکہ درجنوں مقامات پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسقدر خلاف ہے۔ کہ گویا ایک بڑا مخالف بڑے شدّ و مد کے ساتھ حضور علیہ السلام کے خلاف لکھ رہا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی تحدی کے ساتھ تحریر فرمایا کہ:۔

"وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے۔ جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اُس کی صحبت سے مشرّف ہوں اور اُس سے تعلیم و تربیت پاویں پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس لئے اُس کے اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔ بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہیں دیکھا آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنَ الْاُمَّةِ بلکہ یہ فرمایا ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ اور ہر ایک جانتا ہے کہ مِنْهُمْ ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے لہذا وہی فرقہ مِنْهُمْ میں داخل ہو سکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو۔ کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بروز ہے"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷)

پھر اسی ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور اگر کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا کہ حدیث لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ اس عاجز کے حق میں ہے۔ اور کیوں جائز نہیں کہ اُمّت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق وحی الٰہی نے مجھے ٹھہرایا ہے۔ اور بتصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ وَمَنْ یُنْکِرْ فَلْیُبَارِزْ لِلْمُبَاهَلَةِ وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ الْحَقَّ اَوِ افْتَرٰی عَلٰی حَضْرَةِ الْعِزَّةِ"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

اب ان دونوں حوالوں سے صاف ثابت ہے کہ:۔

۱۔ آیت ممدوحہ بالا میں صرف ایک نبی اللہ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے صحابہ کا ذکر ہے۔ اور اس میں وہ سب لوگ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کے بعد آئے ہرگز ہرگز شامل نہیں ہیں۔

۲۔ حدیث شریف۔ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِنْ فَارِسَ (جو اس آیت کی تفسیر نبوی ہے) کے مصداق صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ براہین احمدیہ کے الہامات واضح طور پر اُس دعویٰ کے مؤیّد ہیں جن کے منکر کے لئے حضورؑ کی زبردست دعوت مباہلہ موجود ہے۔

۳۔ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ میں کل اُمّت صحابہ کے بعد سے ہرگز شامل نہیں۔ کیونکہ آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا وَاٰخَرِیْنَ مِنَ الْاُمَّةِ بلکہ یہ فرمایا وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ

۴۔ یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔

۵۔ وہ اصحاب ایک نبی کے وقت میں ہونگے

(باقی صفحہ ۶ پر)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

158
Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہمارا اجتماع

خدام الاحمدیہ کا ساتواں سالانہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل اور اسکی توفیق کے ساتھ ۱۹-۲۰-اور ۲۱ ماہ حال کو منعقد ہو رہا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ اپنے اس اجتماع کی اہمیت کے پیش نظر اور قادیان کی مقدس فضا میں پھر ایک بار رُوحانی سانس لینے کی غرض سے بیرون قادیان کی تمام قیادتیں اپنے اپنے نمائندے بھجوا رہی ہونگی۔ اپنی اجتماعی زندگی کے ان اہم ایام میں ہم "خدام قادیان" پر خاص ذمہ واریاں عائد ہوتی ہیں۔ خدام بیرون خاص جذبات لئے قادیان آتے ہیں۔ ہماری ذاتی کمزوریاں ہماری غیر محتاط حرکات اور غیر دانشمندانہ خاموشیاں آنے والوں کی توجہ کو ان کے نیک مقصد سے ہٹا سکتی ہیں۔ انہیں نیکیوں سے محروم اور ہمیں گناہوں میں ملوّث کر سکتی ہیں۔ بلند اخلاق کا طبعی اظہار اس روحانی ماحول کو ایک اور بھی زیادہ خوشنما صورت میں ان کے سامنے رکھے گا۔ اکرام ضیف خدا اور اس کے رسول کا عائد کردہ ایک اہم فریضہ ہے۔ ہمارے باہر سے آنیوالے خدام بھائی ہمارے مہمان ہیں۔ ان سے ملاقات کے وقت مسکراتے ہوئے چہرے اور انکی ضرورت کے وقت انہیں ہر ممکن سہولت پہنچانے کے لئے بیقرار دل اور معاون ہاتھ ان کے لئے انتہائی روحانی لذّت و سرور کا باعث ہوں گے۔ خدام قادیان کا اپنے پروگرام میں کامل شغف اور مکمّل انہماک دنیوی مشقتوں میں روحانی مسرتوں کی تلاش آنے والوں کی بشاشتِ ایمانی کو اور بھی بڑھائیگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ایام کی برکات سے زیادہ سے زیادہ مستفید کرے۔ ہم اس اجتماعی پروگرام سے اجتماعی قربانیوں کا سبق سیکھنے والے ہوں۔ جسکے نتیجہ میں ہماری حیاتِ اجتماعی جوان سے جوان تر ہو جائے۔ آمین یا رب العالمین

خاکسار: مرزا ناصر احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ

بقیہ صفحہ ۴

اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہونگے۔ اور اس سے تعلیم و تربیت پاویں گے۔

۴۔ چونکہ وہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب ہی کہلائیں گے۔

اب ذرا جناب مولوی محمد علی صاحب کی عبارت دیکھئے۔ کہ کیسے زور و شور کے ساتھ ان سب باتوں کی اپنی مایۂ ناز تفسیر میں تردید کر رہے ہیں۔

واٰخرین منھم کے متعلق لکھتے ہیں۔

(۱) "اور یہ وہ لوگ ہیں۔ جو صحابہ کے بعد آئے۔..... اور ابن جریر نے دو قول نقل کئے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ اعجم ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ اس میں وہ سب لوگ داخل ہیں۔ جو بعد نبی صلعم قیامت تک اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے۔ خواہ کوئی ہوں"۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔..... "فرمایا اگر ایمان ثریا پر ہوتا۔ تو ان میں سے آدمی اس تک پہنچ جاتے۔ یا ایک آدمی پہنچ جاتا" اور حدیث کا منشاء یہ نہیں۔ کہ اٰخرین منھم صرف فارسیوں میں سے ایک یا چند آدمی ہیں۔ بلکہ یہ اٰخرین کی مدح کے طور پر فرمایا ہے۔ کہ وہ دوسرے لوگ جنہوں نے براہ راست مجھ سے تعلیم نہیں پائی۔ اور میری تعلیم سے فائدہ اٹھائینگے۔ تو ان میں ایسے ایسے کامل الایمان لوگ بھی ہوں گے"

(۳) اور لفظ اٰخرین منھم میں کل امت صحابہ کے بعد اول سے آخر تک شامل ہے۔

(۴) اور یہ آیت نص صریح اس بات پر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد دوسرا نبی نہیں آسکتا۔ اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسکتے ہیں۔

(۵) اس لئے اگر ایسا ہوا۔ تو پھر اٰخرین کے معلم نبی کریم نہ ہوں گے۔ بلکہ وہ نبی ہوگا۔ یا حضرت عیسیٰ ہوں گے

(۶) نبی براہ راست اللہ تعالےٰ سے بوساطت جبرئیل تعلیم حاصل کرتا ہے۔ وہ کسی نبی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ (بیان القرآن صفحہ ۱۸۴۲، ۱۸۴۳ تفسیر زیر آیت ع ۳۳۴۸)

غور فرمایئے۔ جناب مولوی صاحب نے ایک آیت میں ہی حضور کے کم از کم چھ دعاوی کو نعوذ باللہ رد کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کس صرف حضور کے صاف صاف دعوتِ مباہلہ کو پی جانے کی چھوڑی ہے۔ وگرنہ آج تک حق ظاہر ہو چکا ہوتا۔ اے کاش جناب مولوی صاحب ایسا لکھنے سے پیشتر کم از کم "آپ بھی نیک تھے اور نیک ارادے رکھتے تھے۔" کے مبارک زمانہ میں اپنے ان مبارک ہاتھوں سے بڑے زور شور کے ساتھ لکھی ہوئی مندرجہ ذیل تحریرات کو ہی پڑھ لیتے اور بجائے ساتھ بیٹھ جانے کے آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف یوں نہ کھڑے ہو جاتے۔

سنہ ۱۹۰۷ء میں جبکہ جناب مولوی صاحب ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر تھے۔ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء کے رسالہ کے صفحہ ۹۶ پر کیا خوب اور زبردست طور پر حضور کے ان چھ دعاوی کی تائید میں لکھ چکے ہیں۔ "ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ خدا تو وہ خدا ہے۔ کہ جس نے امی لوگوں میں یہ رسول مبعوث کیا۔ (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہ انہیں اس کی آیات سنائے۔ اور انہیں پاک بنائے۔ اور کتاب و حکمت کی ان کو تعلیم دے۔ گو پہلے عیاں طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی۔ جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہی لوگوں کے ہمرنگ ہوگی۔ اور ان میں بھی اس طرح نبی مبعوث ہوگا۔ جو انہیں خدا کی آیات سنائے گا۔ اور انہیں پاک بنائیگا اور انہیں حکمت کی تعلیم دے گا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے"۔

پھر زمخشری کے حوالہ سے آیت کریمہ کی تفسیر نبوی کے طور پر لکھتے ہیں۔ "لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہٗ رجل من ابناء الفارس۔ یعنی اگر ایمان اٹھایا جاکر ثریا میں معلق ہوگا۔ تو ان فارسی لوگوں میں سے ایک شخص ایسا اٹھے گا۔ کہ وہ وہاں سے بھی ایمان واپس لے آئے گا۔ آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے۔ (یعنی مسیح موعود کی بعثت) انہیں اٰخرین کہا گیا ہے"۔ اللہ اکبر۔ کس قدر واضح تائید ہے۔

پھر اپنے موجودہ غلط عقیدہ کی مولوی صاحب نے صفحہ ۹۷ پر اس طرح تردید کی ہے۔ لکھتے ہیں "جیسا کہ تین سو برس بعد آنحضرت سرور کائنات تک کوئی بزرگ اس "فارسی الاصل" کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایک ہزار سال بعد تک بھی ایک ایسے زمانہ کی پیشگوئی ہے۔ کہ جو فیج اعوج کا زمانہ ہوگا۔ اور ایمان میں ایسے رخنے دن بدن پڑتے جائینگے۔ کہ آخر وہ دنیا سے اٹھ ہی جائے گا۔ اس لئے اس ایمانی زوال کے زمانہ میں کوئی شخص اس پیشگوئی متعلقہ "شخص فارسی الاصل" کا مصداق نہیں ہو سکتا۔" (ریویو جلد ۶ صفحہ ۹۶، ۹۷)

کیا حق پسند غیر مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکماً و عدلاً قرار دیا ہے۔ ایسے صریح اختلافات اور حضور کے چیلنج مباہلہ کے حامل اعلان سے اختلاف پر غور فرمائینگے اور دیکھیں گے کہ جناب مولوی صاحب نے اپنی پہلی زبردست تائیدی تحریرات کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے۔ (خاکسار ایس ایم عبداللہ

احمدی عفا اللہ عنہ سیکرٹری [illegible])

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نظارت دعوت و تبلیغ کے زیر اہتمام

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تبلیغ احمدیت

آگرہ

محمد ابراہیم صاحب سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ آگرہ ماہ اگست کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ مرکز سے لٹریچر منگوا کر مسلمانوں۔ ہندوؤں اور سکھوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہندو کالج ٹیچیوں میں کالج گیٹ میں لٹریچر تقسیم کیا۔ تو انہوں نے بہت تعریف کی۔ مسلمانوں کو جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد کو جاتے ہوئے چیدہ چیدہ احباب کو ٹریکٹ دیئے۔ انہوں نے شوق سے پڑھے۔ فرداً فرداً تبلیغ جاری ہے۔ سلسلہ کی کتابیں پڑھنے کے لئے دی جارہی ہیں پچھلے دنوں ایک پٹھان نے بیعت کی ہے جو حدیث فقہ وغیرہ کا عالم ہے۔ اور بھی کئی ایک سنجیدہ طبع احباب زیر تبلیغ متاثر ہیں۔ ان کو سلسلہ کی اہم معلومات بہم پہنچائی جارہی ہیں۔ ایک اور شخص نے بیعت کی۔ اس کی استقامت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ایک لائبریری کے نام "الفضل" جاری کرایا ہے۔ نیز دو امریکنوں کو جو میرے ساتھ کام کرتے ہیں اور سارجنٹ ہیں سلسلہ کا لٹریچر پہنچایا گیا ان کے علاوہ اور بھی بہت سا لٹریچر طبقہ غیر احمدیاں میں تقسیم کیا گیا جس کا بہت اثر ہے۔

برہمن بڑیہ (بنگال)

سید اعجاز احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ یکم وغاء سے ۱۵ ظہور کی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ۵ خطبات جمعہ پڑھے گئے جن میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے خطبہ بنگلہ زبان میں ترجمہ کرکے سنائے گئے۔ برہمن بڑیہ کے علاوہ انجمن احمدیہ احمدی پاڑہ اور ساگر تلا کیمپ کا دورہ کیا۔ اور عہدہ داران کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ۱۵ جولائی کو یوم التبلیغ منایا گیا۔ اور بعض سے دوستوں کو اردو، بنگلہ انگریزی لٹریچر دیگر تبلیغ کے لئے بھجوایا گیا جو ملحقہ دیہاتوں اور شہر کے بازاروں میں تبلیغی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ خاکسار نے خود بھی بعض احباب کے گھر جاکر ان کو تبلیغ کی اور بعض تاجر پیشہ تعلیم یافتہ افراد قابل ذکر ہیں۔ جن کو مطالعہ کے لئے لٹریچر کے علاوہ زبانی تبلیغ بھی کی گئی۔ ۲۲ مسلم وغیر مسلم معززین کو بذریعہ ملاقات تبلیغ کی۔ ریل میں بحالت سفر بھی بہت سے اصحاب کو تبلیغ حق پہنچائی۔ ترجمۃ القرآن کا درس مسجد المہدی میں دیتا رہا۔ جس میں دونوں انجمنوں کے دوست شامل ہوتے ہیں۔ دوران درس میں حسب موقع تربیتی و اصلاحی امور کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ مرکز کے چندوں و دیگر تحریکات کی طرف بھی خصوصیت سے تحریک کی جاتی رہی۔

گنج مغل پورہ (لاہور)

حافظ بشیر احمد صاحب دیہاتی مبلغ ماہ اگست کی تبلیغی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ اس ماہ میں ۱۴ دیہات میں احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ اور ۷۰ میل کا سفر پیدل کیا۔ تقریباً ۳۵۰ اصحاب کو انفرادی تبلیغ کی۔ درس دیا جاتا رہا۔ چھ تبلیغی و تربیتی لیکچر دیئے۔ تین متعلمین کو ترجمۃ القرآن و کتب مسیح موعود پڑھائی جاتی رہیں۔ تقریباً ۵ اصحاب کو طبی امداد پہنچائی۔ سو کے قریب احباب نے منظم طور پر تبلیغ کی۔ تین آدمی خاص طور پر زیر تبلیغ ہیں۔ احباب جماعت میں چندوں کی باقاعدگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ تفسیر کبیر و کشتی نوح کا درس جاری ہے۔ خدام و انصار کا ہفتہ وار اجلاس باقاعدگی سے ہوتا ہے۔

نمبر خریداری کے بغیر

دفتر زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرنے کے باوجود آپ کے ارشاد کی تعمیل نہیں کرسکتا۔ (مینیجر)

(بقیہ صفحہ ۲)

اُن کی یونیورسٹی ہے۔ جس کا بہت اچھا انتظام ہے۔ میں نے اسے دیکھ کر کہا۔ اسے دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی ہے۔ لیکن اگر کسی غیر آباد جزیرے میں یہود ایسا کام کرتے تو مجھے فخر ہوتا۔ مگر اب یہود کے ادارے جتنے کامیاب نظر آتے ہیں۔ مجھے اتنا ہی زیادہ خوف معلوم ہوتا ہے۔ کہ عربوں کے لئے مشکلات بڑھ رہی ہیں۔

واپسی

۷ راکتوبر کو میں ہوائی جہاز کے ذریعہ قاہرہ پہنچا۔ اور ۱۰ ار کو قاہرہ سے روانہ ہو کر دہلی پہنچ گیا۔ یہ فلسطین کے سفر کے مختصر حالات ہیں۔ کیونکہ تفصیل کے لئے وقت نہیں۔

بلاد عربیہ کی احمدی جماعتیں

سلسلہ کے نقطۂ نگاہ سے دمشق۔ کبابیر حیفا اور قاہرہ کی جماعتوں کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ہر ایک جماعت اپنے اپنے رنگ میں کام کر رہی ہے۔ اور ہر ایک جماعت کے لئے الگ الگ مشکلات اور الگ الگ سوال پیدا ہوتے ہیں۔ قاہرہ حیفا اور دمشق کی جماعتیں شہری جماعتیں ہیں۔ اور کبابیر کی دیہاتی جماعت ہے۔

قاہرہ مغربیت کے رنگ میں

قاہرہ ایک ایسا شہر ہے جو مغربیت میں بالکل ڈوبا ہوا ہے۔ اور بعض باتوں کے لحاظ سے مشرق کے لئے تو مغربیت کا مرکز ہے۔ وہاں کی جو جماعت ہے۔ اس کے لئے احمدیت قبول کرنا ایک بہت بڑا جہاد ہے۔ پھر احمدیت کی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنا اس سے بھی بڑا جہاد ہے۔ دمشق میں ایسی مشکلات نہیں۔ قاہرہ میں ہمارے ایک مخلص دوست مالک رام صاحب ہیں۔ شاید ان کے نام سے بعض اصحاب کو تعجب ہو۔ لیکن وہ بہت مخلص احمدی اور سلسلہ کے خادموں میں سے ہیں۔ بعض دفعہ ان کے مضامین بھی الفضل میں چھپے ہیں۔ ان کا کام اسکندریہ میں ہے۔ مگر میرے قیام کے عرصہ میں وہ قاہرہ ہی آ گئے تھے۔ قاہرہ میں چلتے ہوئے بعض دفعہ میں ان سے اچنبھے سے پوچھتا۔ یہ عورتیں جو گذری ہیں۔ کیا مسلمان ہیں۔ کیونکہ ان میں اور یورپ کی عورتوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ بلکہ بعض باتوں میں وہ یورپ کی عورتوں سے بھی بڑھی ہوئی تھیں۔ بعض کچھ پردہ بھی کرتی ہیں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہاں کے لوگوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ ان کا ملک مغرب کی تقلید سے ہی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ مغربیت کا رنگ اختیار کرنے میں بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ میں نے وہاں کے احمدی احباب کو تلقین کی۔ کہ ان کے کیا فرائض ہیں۔

دمشق کی جماعت احمدیہ

دمشق میں بھی بعض مشکلات ہیں۔ لیکن وہاں آسانیاں بھی ہیں۔ ایک بڑی مشکل تو یہ ہے۔ کہ وہاں مخالفت کا جوش بہت جلد بھڑک اٹھتا ہے۔ حصنی خاندان ایک معزز خاندان ہے۔ شہر میں ان کی عزت ہے رشتہ داریاں ہیں۔ تعلقات ہیں۔ اس جماعت میں میں نے قاہرہ کی جماعت سے زیادہ جوش تبلیغ پایا۔ اور میرا یہ احساس ہے کہ اگر وہاں تبلیغ پر زیادہ زور دیا جائے تو ترقی سرعت سے ہو سکتی ہے۔ سید منیر الحصنی صاحب وہاں کی جماعت کے امیر ہیں اور احمدیت کے عشق میں مجذوب نظر آتے ہیں۔

بیت المقدس میں میں نے بہت سے مقامات دیکھے جنہوں نے مجھ پر بہت اچھا اثر چھوڑا ہے۔ ہم ایک یتیم خانہ دیکھنے گئے یتیم خانہ تو اس کا نام ہی تھا۔ ورنہ اس میں رہنے والوں کو اپنی یتیمی کا قطعاً کوئی احساس نہ تھا۔ بلکہ وہ نہایت آزادی اور مسرت میں پرورش پا رہے تھے۔ چنانچہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی جو اس جگہ رہتے تھے۔ پوری آزادی سے اس یتیم خانہ کے ڈائرکٹر صاحب سے ملتے تھے۔ جو میرے ہمراہ تھے۔ وہاں ایک کمرہ نرس کا تھا۔ اور یتیم خانہ کے ڈائرکٹر صاحب ہمیں اس طرف بھی لے گئے۔ یہ یقینی بات تھی کہ وہ نرس مسلمان ہوگی۔ کیونکہ یہود اور مسلمانوں کے آجکل جس قسم کے تعلقات ہیں ان کے لحاظ سے ناممکن ہے کہ کسی اسلامی ادارہ میں کوئی یہودی ملازم ہو۔ یا کسی یہودی ادارہ میں کوئی مسلمان ملازم ہو۔ مسلمان اور یہود آپس میں صرف ایک دوسرے سے محنت مزدوری کا کام لیتے ہیں۔ اس سے زیادہ روابط ان میں نہیں ہیں اس لئے وہ نرس مسلمان ہی ہوگی۔ اس عورت نے مصافحہ کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ لیکن میں نے اسے منع کر دیا۔ پھر اس نے غالباً یہ سمجھ کر کہ وہ تو غیر ملکی ہے۔ یہ اپنے ملک کے آدمی ہیں یہ مصافحہ کرلیں گے۔ سید محی الدین الحصنی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس پر انہوں نے بڑے غصے سے اُسے کہا۔ میں احمدی ہوں۔ ہم کسی عورت سے ہاتھ نہیں ملاتے۔ تم کو شرم نہیں آتی کہ مسلمان ہو کر غیر مردوں کی طرف مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھاتی ہو۔ دمشق کی جماعت کے اکثر دوستوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ہمارے لئے عرض کرنا کہ دعا کریں۔ خدا تعالیٰ ہمیں دین کی خدمت کی توفیق دے۔ سب کی درخواستہائے محض دینی مقاصد کے لئے تھیں۔ ان میں سے ایک نے یہ لکھایا کہ میرا بڑی بیوی سے [illegible] بیٹا ہے۔ وہ احمدی نہیں۔ حضور دعا فرمائیں کہ احمدی ہو جائے غرض میں نے اس جماعت کے دوستوں کو مخلص اور دین کے خادم پایا۔

بلاد عربیہ میں جانے والے مبلغ

وہاں تبلیغ کے لئے جانے والے دوستوں کو ہدایات تو میں نہیں دے سکتا۔ مگر وہاں کے متعلق جو میرے تاثرات ہیں۔ وہ عرض کرتا ہوں:۔

عربی ممالک میں عربی لغت کے جاننے اور قرآن کریم کے فہم پر بڑا فخر کیا جاتا ہے۔ اور سب سے بڑا اعتراض ان کا یہی ہے۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک ہندی نبی ہو۔ اور اس پر عربی میں الہام نازل ہوں۔ پس جو مبلغ وہاں جائے۔ اگر اس کی حیثیت طالب علم کی نہیں۔ تو اسے عربی زبان میں ایسی قدرت حاصل ہونی چاہیئے کہ وہ لوگ اعتراض نہ کر سکیں۔ ورنہ اگر عربی کی اہلیت نہ ہو تو وہ کہتے ہیں کہ ایسے لوگوں سے ہم کیا دین سیکھ سکتے ہیں۔ جو عربی تک نہیں جانتے۔ اس لئے وہاں جو مبلغ بھیجے جائیں۔ وہ جید عالم ہونے چاہئیں۔ سب سے بڑی اور ضروری بات عربی ممالک میں تبلیغ کے لئے یہی ہے۔ یہاں جن اصحاب پر مبلغ تیار کرنے کی ذمہ داری ہے۔ ان سے اور وہ جو مبلغ کے طور پر وہاں جانے والے ہیں ان سے اگر ہو سکے۔ تو میں سو بار اس بات کو دوہراؤں کہ عربی لغت اور محاورہ اور لہجہ غرضیکہ جتنے بھی زبان دانی کے شعبے ہیں ان سب پر حاوی ہونے کے بعد مبلغ کے طور پر عربی ممالک میں جانا چاہیئے۔ اگر اس کے متعلق انتظام ہے تو اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اور اگر نہیں تو اس کا انتظام کرنا چاہیئے۔ شہری جماعتوں میں جو مبلغ رہے اس کا ایسا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ جماعت کا رعب دوسروں پر قائم رہے۔ اور خود جماعت میں کبھی بددلی نہ پیدا ہو۔

پھر وہ ملک ہندوستان کے مقابلہ میں متمول ہے وہاں کے رہنے سہنے کے طریق اور دوسرے حالات کا علم مبلغ کو ضرور ہونا چاہیئے۔ ایسی باتیں کہ کیا کیا کردہ نرسوں سے پوچھ لینی چاہئیں۔ جو لوگ وہاں ہو آئے ہیں ان کو چاہیئے۔ کہ نئے مبلغین کو کورس کے طور پر وہ باتیں لکھا دیں جو وہاں کیلئے ضروری ہیں۔ تاکہ میل ملاقات میں دقت نہ ہو۔ اور وہاں جا کر وہاں کے دوستوں سے ضروری باتیں سیکھ لینی چاہئیں۔ معمولی معمولی باتوں کے نہ جاننے کی وجہ سے جو دقت پیش آتی ہے۔ اس کی میں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ایک دوست نے بتایا۔ کہ ہندوستان سے ایک دوست یہاں آئے۔ تو انہوں نے کہا۔ حجام کو بلاؤ۔ حجام بلایا گیا۔ سر کے بالوں کے درست کرنے کے بعد انہوں نے اپنی بغل ننگی کر کے اس کے سامنے رکھدی۔ جس پر حجام حیران رہ گیا۔ دراصل ان لوگوں کے نزدیک یہ تہذیب سے گری ہوئی بات ہے۔ اور اسے بُرا سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستانی دوست تو اس لئے معذور تھے۔ کہ انہوں نے یہاں کے طریق کے مطابق کیا۔ اور انہیں معلوم نہ تھا۔ کہ وہاں یہ بات معیوب سمجھی جاتی ہے۔ اور وہاں کے دوست اس بات پر بُرا منانے کے لئے اس لئے حق بجانب تھے۔ کہ وہاں اس بات کو بُرا سمجھا جاتا ہے۔ اگر وہاں اس بارے میں صحیح واقفیت حاصل کر لی جاتی۔ تو یہ تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔ اس قسم کی باتوں کے متعلق مبلغین کو تربیت دینی چاہیئے۔ کہ وقت زیادہ ہو گیا ہے۔ ورنہ باتیں تو بہت سی ہیں۔ جو وہاں کے احمدیوں کے اخلاص اور سلسلہ سے محبت ظاہر کرتی ہیں۔

سرورِ زندگی کم
ہاضمہ کی خرابی سے نظام معدہ بگڑ کر دماغی تھکاوٹ جسمانی اور اعصابی کمزوری کے باعث نیند نہیں آتی لہذا
DIGESOLE
ہی ایک صحت بخش دوا ہے جو تمام اعصابی کمزوریوں کو رفع کر کے جسم میں طاقت پیدا کرتی ہے اور گہری نیند لاتی ہے کھانے میں خوش ذائقہ ٹانک ہے۔ فی شیشی ۱۲ محصول بذمہ خریدار
کنول اینڈ کو بٹالہ پنجاب

نسوانی گولیاں
عورتوں کی جملہ مخصوص تکالیف زیادتی، کمی، کمر درد، کمی خون اور عام کمزوری کے لئے۔ اور بچہ جننے کی دردوں میں اکسیر ہیں مکمل کورس -/3/8
حمیدیہ فارمیسی قادیان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۱۷ اکتوبر۔ اخبار ٹائمز نے جاوا کے متعلق ایک ایڈیٹوریل مضمون میں لکھا ہے۔ کہ برطانیہ کا اولین فرض یہ ہے۔ کہ وہ جاوا میں امن وامان قائم کرے۔ اور اگر اس کی مقامی فوجیں کم ہیں۔ تو مزید فوجیں بھیجی جائیں۔ موجودہ خوالفت العنوی نامناسب ہے۔ یہ فرض کرنا بیکار ہے۔ کہ جاوا کا خوشحال ملک اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل ہے۔ اس کے فوری مستقبل کا انحصار ڈچ گورنمنٹ کی امداد پر ہے۔ اخبار نیوز کرانیکل نے انتباہ کیا ہے۔ کہ موجودہ صورت حالات پر قابو پانے کے لئے صرف طاقت کا استعمال نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس طرح انتہائی نازک واقعات رونما ہو سکتے ہیں۔

لنڈن ۱۷ اکتوبر۔ لنڈن کے سیاسی حلقوں میں یہ تجویز پیش کی جارہی ہے۔ کہ فلسطین کے مسئلہ کو اتحادی اقوام کے ایک کمیشن کے سامنے پیش کر دیا جائے۔

نئی دہلی ۱۷ اکتوبر۔ اخبار "ہندوستان ٹائمز" کا خاص نامہ نگار جو تباہ شدہ یورپ کے دورہ کے بعد واپس دہلی پہنچا ہے۔ برطانیہ روس اور امریکہ کے تعلقات پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔ آج برطانیہ روس اور امریکہ کے درمیان پھنسا ہوا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ وہ امریکہ کا ساتھ دے۔ یا روس کا۔ برطانیہ ایک ایسی جگہ کھڑا ہے۔ جہاں سے تین راستے جاتے ہیں۔ پہلا راستہ امریکہ کو دوسرا روس کو۔ اور تیسرا اس کے مقبوضات کو اگر وہ روس کا رخ کرے۔ تو سارے ایشیا اور یورپ میں سوشلزم پھیل جائے گا۔ اگر وہ امریکہ سے تعاون کرے۔ تو اس کا درجہ امریکہ سے کم ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ اپنی قسمت اپنے مقبوضات سے وابستہ کرے۔ تو وہ امریکہ اور روس کی مشترکہ ضرب سے پس جائیگا۔

لنڈن ۱۷ اکتوبر۔ ماسکو ریڈیو نے یہ الزام عائد کیا ہے۔ کہ امریکہ کے چند کاروباری گروہ برلن کانفرنس کے فیصلوں نیز جرمنی کے متعلق اتحادیوں کی پالیسی میں ترمیم کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ امریکہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جو نہ صرف جرمنی کی جنگی مصنوعات کے لیڈروں کو ہی برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ بلکہ جنگی صنعتوں کو بھی بحال رکھنا چاہتے ہیں۔

یروشلم ۱۷ اکتوبر۔ بغداد کے باخبر حلقوں سے یہاں اطلاع پہنچی ہے۔ کہ رشید عالی جیلانی ۱۹۴۱ء میں بغاوت عراق کا رہنما تھا۔

گذشتہ اپریل میں جرمنی سے فرانس چلا گیا تھا۔ اور فرانس سے بھیس بدل کر دمشق پہنچ گیا۔ اور دیر تک دمشق کے ایک نخلستان میں اسے پوشیدہ رہنا پڑا۔ آخر سلطان ابن سعود نے اس کو پناہ دے دی۔ اور وہ دمشق سے ریاض پہنچ گیا۔

لنڈن ۱۷ اکتوبر۔ دارالعوام میں نائب وزیر خارجہ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ برطانوی گورنمنٹ کے پاس کوئی ایسی شہادت نہیں۔ جس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو سکے۔ کہ ہٹلر زندہ ہے۔ یا وہ مر چکا ہے۔ اس سلسلے میں برطانوی گورنمنٹ مزید تحقیقات کر رہی ہے۔

کوئٹہ ۱۷ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر جناح صدر مسلم لیگ ۲۰ اکتوبر کو کراچی پہنچ جائینگے۔ اور وہاں ایک روز کے قیام کے بعد بمبئی روانہ ہو جائینگے۔

لنڈن ۱۷ اکتوبر۔ بٹیویا سے آمدہ تازہ ترین اطلاع مظہر ہے۔ کہ ڈچ گورنر جنرل مستعفی ہو گیا ہے۔

لنڈن ۱۷ اکتوبر۔ سائیگان میں سخت لڑائی شروع ہو گئی۔ جبکہ برطانوی توپخانہ میدان میں آگیا۔ برطانوی توپ خانہ ان فرانسیسی فوجوں کی امداد کر رہا تھا۔ جنہوں نے سائیگان شہر کے شمال مشرقی حصہ پر قبضہ کیا تھا۔ وطن پرست فوج کے ایک سو سپاہی ہلاک اور ۸ سو سپاہی گرفتار ہو گئے۔ ۸ فرانسیسی سپاہی ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ دو جاپانی افسروں کو جو قوم پرستوں کی طرف سے لڑتے دیکھے گئے۔ گولی سے اڑا دیا گیا۔

نئی دہلی ۱۷ اکتوبر۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ عدن گورنمنٹ نے عدن میں ہندوستانیوں کے داخلہ پر سے پابندیاں دور کر دی ہیں۔

رنگون ۱۷ اکتوبر۔ آج سٹی ہال میں گورنر برما کی خدمت میں برمیوں نے ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں آپ نے بادشاہ سلامت کا پیغام سنایا۔ آپ نے کہا۔ اب برمیوں کے لئے ترقی اور عروج کے راستے کھل گئے ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اپنے ملک کی اصلاح میں کوشاں ہوں۔ میری گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہوگی۔ کہ برما میں پوری خود مختار حکومت قائم کرے۔ اور برما بھی کامن ویلتھ کا ممبر بن کر رہے۔

بٹاویہ ۱۷ اکتوبر۔ انڈونیشیا کے لوگوں نے ڈچ اور برطانوی لوگوں کو جو وہاں قیدیوں اور نظر بندوں کو رہا کرنے کی خاطر گئے تھے۔ ایک مکان میں بند کر دیا۔ اندازہ ہے۔ کہ تیس ہزار یورپین مردوں اور عورتوں کی جان خطرہ میں ہے۔ ایک مبصر نے حالات بتاتے ہوئے کہا۔ میرے وہاں جانے سے قبل ایک ہزار لوگوں کو قید کیا گیا تھا۔ جو تین دن سے بھوکے تھے۔ انڈونیشین پولیس کے پاس اتنی طاقت نہیں ہے۔ کہ وہ بلوائیوں کے مظالم کی روک تھام کر سکے۔

سیگاؤں ۱۷ اکتوبر۔ بلوائیوں نے ملّی کے گردا لوگوں کو آگ لگا دی ہے۔ پچھلی رات حالات زیادہ خطرناک صورت اختیار کر گئے۔ ایک گاؤں میں گولی چل گئی۔ ایک پل پر بلوائیوں نے حملہ کر کے متعدد محافظوں کو مجروح کر دیا۔

کوئٹہ ۱۷ اکتوبر۔ کل مسٹر جناح نے پاکستان کے متعلق تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس سے وہ علاقے مراد ہیں۔ جن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ ان میں خود مختار حکومت قائم کی جائیگی۔ مگر اقلیتوں کے حقوق کی پوری پوری حفاظت کا انتظام ہوگا۔

لاہور ۱۷ اکتوبر۔ حکومت پنجاب نے عوام کے معیار معیشت کو بلند اور عام افلاس کو دور کرنے کے لئے ایک پنج سالہ سکیم مرتب کی ہے۔ جس کا مقصد قومی تعمیر کے ہر ایک شعبہ میں اصلاح و ترقی کرنا ہے۔ اس غرض کے لئے ۲۹ تحصیلیں منتخب کر لی گئی ہیں۔ جنہیں پسماندہ ہونے کے باعث ترقی اور فلاح کی اشد ضرورت ہے۔

وائنا ۱۷ اکتوبر۔ آسٹریا کی عارضی گورنمنٹ نے اتحادیوں سے اپیل کی ہے۔ کہ جرمن پناہ گزینوں کو آسٹریا میں داخل ہونے سے روکا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بلقان کی ریاستوں سے ۳ لاکھ جرمن پناہ گزین آسٹریا اور ہنگری کی سرحد پر جمع ہو چکے ہیں۔ اور وہ آسٹریا میں داخل ہونیوالے ہیں۔ مزید ۱۰ لاکھ جرمن سوڈیٹن لینڈ سے نکالے جانے والے ہیں۔ نیز ۱۲ لاکھ جرمن پناہ گزین پہلے ہی آسٹریا میں موجود ہیں۔

اٹھرا کی گولیاں

جن عورتوں کو اسقاط کی مرض ہو یا ان کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا پیدا ہو کر پرچھاواں۔ سوکھا۔ سبز پیلے دست۔ قے پسلی کا درد۔ تشنج۔ نمونیہ۔ بدن پر پھوڑے پھنسی یا خون کے دھبے وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہوں۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح اول شاہی طبیب مہاراجگان جموں و کشمیر کا تجویز فرمودہ نسخہ "اٹھرا کی گولیاں" ہم سے منگوا کر استعمال کریں۔ جو مندرجہ بالا امراض کے لئے اکسیر ثابت ہو چکی ہیں۔ قیمت مکمل خوراک گیارہ تولہ گیارہ روپے۔ فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ محصولڈاک علاوہ

محمد عبداللہ جان عطاء الرحمن

دواخانہ محافظ صحت قادیان

ہر احمدی کی زبردست خواہش

ہر احمدی کی زبردست خواہش ہے کہ اسے حضرت المصلح الموعود امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع حضور ایدہ اللہ کے **ملفوظات۔ خطبات ارشادات اور تازہ رؤیا و کشوف و الہامات** بلاناغہ پہنچتے رہیں۔ اس کی یہی صورت ہے کہ جن خریداران "الفضل" کے نام وی پی بھیجے جارہے ہیں۔ وہ انہیں وصول فرمالیں ورنہ اخبار بند ہو جائے گا۔ اور وہ اس روحانی فوائد سے محروم ہو جائیں گے۔ دفتر کو جو مالی نقصان ہوگا وہ اس کے علاوہ ہے۔ (مینیجر)

چاقو

بہترین پاکٹ نائف

ایجنٹ: الفضل برادرز جنرل مرچنٹس قادیان

قیمت فی چاقو ایک روپیہ ۱۲ر

اصلی فولادی

ہاگورا چاقو جس کے بیل کے خوشنما دستے پر ہاگورا کا اشتہار ہوتا ہے

گارنٹی

اسٹیل خراب نکلنے پر استعمال شدہ واپس

اکٹھے چھ چاقو منگوانے پر خرچہ ڈاک پارسل معاف

ملنے کا پتہ: ایس ایم عبداللہ احمدی۔ ہاگور اور کس وزیر آباد (پنجاب)